بارگاہ خداوندی میں

مؤمنین کا تحفہ

ازافادات شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ

ترجمہ: خواجہ سید محمد علی الحسینی

تحیات رحمانی کے نام سے ذیل کا مضمون حضرت شیخ المحدثین شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کے ایک نایاب رسالہ "تحصیل البرکات بیان معنی التحیات" کا ترجمہ ہے۔ مترجم کا اسم گرامی خواجہ سید محمد علی حسنی نقشبندی ہے۔ یہ نادر مضمون ہمیں جناب مولانا عبدالحمید صاحب سواتی (گوجرانوالہ) کے ذریعہ موصول ہوا ــــ شیخ دہلوی رح نے اپنے اس مضمون میں اہم ترین فریضۂ عبادت (نماز) کے ایک ضروری رکن (قعدہ) کے اذکار دعاؤں کی جامعیت اور معنویت پر کچھ روشنی ڈالی ہے۔ جس سے آگاہی ہر مسلمان کیلئے مفید اور ضروری ہے۔ ویسے بھی اکابر اور اسلاف کے علمی نوادر اور تبرکات کی اشاعت اور احیاء الحق کے مقاصد میں شامل ہے ــــ (ادارہ)

التحیات ــــ (تمام قولی عبادتیں) ــــ عبادت وکلام کے ذریعہ معبود برحق کی تعریف وحمد تسبیح، تہلیل وتحمید وتکبیر وتقدیس تلاوت واستغفار اور صلوٰۃ وسلام۔

للہ ــــ (اللہ ہی کے لئے ہیں) ــــ اسی معبود برحق کیلئے ہیں جو جامع مستجمع ہے۔ جمیع صفات کمالیہ، جلالیہ وجمالیہ کا۔

والصلوٰت ــــ (اور تمام فعلی عبادتیں) ــــ نماز کی حرکات وہیأت، روزہ، حج، جہاد، صلہ رحمی، تمام افعال نیک اور اعمال صالحہ۔

والطیبات ــــ (اور تمام مالی عبادتیں) ــــ صدقہ، خیرات، زکوٰۃ، نفقہ اور ہر قسم کی مالی امداد۔

یہ تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ ہی کے لئے ثابت ہیں۔ اور یہ ایک رسم وطریقہ ہے۔ کہ جب دنیاوی بادشاہوں

کے سامنے حاضر ہوتے ہیں، اولاً ان کو سلام کرتے ہیں۔ اور ان کی تعریف کرتے ہیں۔ پھر ان کی خدمت میں عجز ونیازمندی ظاہر کرتے ہیں۔ اور پھر کوئی تحفہ ان کی جناب کے لائق پیش کرتے ہیں۔ تاکہ ان کی سرکار میں مقبول ہوں اور بادشاہ کی عنایات و توجہات کے قابل ہوں۔

امام نوویؒ نے شرح مسلم میں لکھا ہے۔ کہ تحیت کے متعدد معانی آتے ہیں۔ تحیت کے معنی سلام کے بھی ہیں۔ اور ملک بقا، عظمت اور حیات کے بھی ہیں۔ تحیات اسکی جمع ہے اور اس دعا میں جمع کا لفظ لانے کی وجہ یہ ہے کہ ہر قسم کے تحیت وسلام کو عام اور شامل ہو جائے کیونکہ اصل مستحق تمام تحیات وتسلیمات کا حق تعالیٰ ہی ہے۔ دنیا کے بادشاہوں میں عرب ہوں یا عجم سب میں تحیت وسلام کی رسم ہمیشہ سے جاری رہی ہے اور ہر گروہ کی ایک مخصوص تحیت تھی جس سے وہ لوگ اپنے آپس میں ایک دوسرے کی تعظیم وتکریم کرتے تھے۔ لہٰذا اس دعا میں التحیات جمع کے لفظ کے ساتھ لاکر یہ ظاہر کرنا مقصود ہے۔ کہ تمام تحیات اس بادشاہوں کے بادشاہ کے لئے ثابت ہیں جو کہ تمام دنیا جہان کا خالق ومالک ہے۔ اور وہی حقیقت میں تمام تحیات کا مستحق ہے۔ اور دوسروں پر بطریق مجاز اور استعارۃ یہ لفظ بولا جاتا ہے۔

علامہ کرمانیؒ نے صحیح بخاری کی شرح میں علامہ خطابی سے نقل کیا ہے۔ کہ ہر ملک وسلطنت کی رعایا کے لئے اپنے بادشاہوں سے ملاقات اور ان کی خدمت میں حاضری کے وقت مخصوص کلمات تحیات وسلام کے ہوتے تھے جن سے آداب سلطانی اور تعظیم شاہی بجالاتے تھے۔ چنانچہ عرب والے انعم اللہ صباحاً خدا تیری صبح اچھی اور خوش عیش کرے، کہا کرتے تھے اور عجم والے "بزی ہزار سال" اور اس جیسے اور الفاظ کہا کرتے لیکن ان الفاظ اور ان جیسے دوسرے الفاظ میں یہ صلاحیت نہیں تھی کہ ان کے ذریعہ بارگاہ احدیت اور درگاہ خداوندی میں تحیت عرض کی جاسکے اس لئے الفاظ کی خصوصیات کو نظر انداز کر کے مطلق تعظیم وتکریم کے معنی ہیں۔ تحیت کا لفظ استعمال کیا گیا۔ تاکہ جناب باری تعالیٰ کے شایان شان ہو جائے۔ اسی لئے تمام لفظی خصوصیتوں اور قیود کو ترک کر کے التحیات للہ کہا یعنی تعظیم وتکریم کی تمام صورتیں اور تمام اقسام اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہیں۔ اور وہی ان کا مستحق ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی کو یہ استحقاق نہیں۔ والصلوات یعنی تمام نمازیں فرض ہوں یا نفل اسی ذات پاک کیلئے پڑھی جاتی ہیں۔ صلوات کے معنی یہاں ہر دعا کے لینے بھی صحیح ہیں۔ یعنی تمام دعوات (دعائیں) اللہ ہی سے مانگی جاتی ہیں۔ اور وہی ان کو قبول فرمانا اور پورا کرتا ہے۔ اور صلوات کے معنی رحمت کے بھی لئے جانے صحیح ہیں۔ یعنی تمام رحمتیں اور انعام وافضال اسی کی طرف

سے ہیں اور وہی رحمان ورحیم ہے۔ کہ دنیا میں ہر مومن وکافر پر اسکی رحمت عام ہے۔ اور آخرت میں بھی اسکی رحمتیں مومنین کے لئے عام اور شامل ہیں۔ والطیبات سے کلمات طیبہ، ہر قسم کی پاکیزہ باتیں، اور اعمال صالحہ ہر نوع کے بہترین افعال۔ دونوں مراد ہو سکتے ہیں۔ والطیبات کے جو معنی بھی مراد لئے جائیں صحیح ہیں۔ اور اس مقام کے مناسب۔

السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ ـــــ (سلامتی ہو آپ پر اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور اللہ پاک کی رحمت ہو اور اس پاک ذات کی برکتیں آپ پر ہوں۔)

اللہ پاک نے مومنین کو قرآن مجید میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم فرمایا ہے۔ یاایھا الذین آمنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیماً۔ اور خود حق تعالیٰ اور ان کے فرشتے بھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام بھیجتے اور پڑھتے ہیں۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی۔ سلام کی کیفیت اور اس کا لفظ یہ ہے۔ اور صلوٰۃ کی کیفیت تشہد کے آخر میں ذکر کی جائے گی۔ کیونکہ صلوٰۃ (درود شریف) تشہد کے بعد پڑھا جاتا ہے۔ السلام علیک۔ الخ یہ سلام کا صیغہ ہے۔ اور اس کے پڑھنے سے قرآنی حکم وسلموا تسلیماً کی تعمیل ہوتی ہے۔ اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس لفظ سلام میں خطاب کا صیغہ آیا ہے۔ یعنی السلام علیک "سلام ہو تم پر۔ اور خطاب حاضر کو ہوا کرتا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس مقام پر جس مقام سے سلام کہنے والا سلام کہتا ہے۔ حاضر و موجود نہیں ہیں۔ پھر اس خطاب کا استعمال کرنا کیسے صحیح ہے۔؟ لہٰذا اسکی توجیہہ بیان ہونی چاہیئے۔ کہ اس کے استعمال کی صحیح صورت کیا ہے۔؟ جواب اس کا یہ ہے کہ یہ لفظ اسلام اسی طرح لفظ خطاب کے ساتھ شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر وارد ہوا تھا۔ لہٰذا ان لفظوں کو بعینہٖ محفوظ اور باقی رکھا اور ان میں کسی قسم کا کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کی۔ صحیح بخاری کی شرح میں لکھا ہے کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ حیات میں سلام صیغہ خطاب کے ساتھ پڑھتے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صیغہ خطاب کے ساتھ نہیں پڑھتے تھے۔ بلکہ والسلام علی النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پڑھتے تھے۔

فائدہ:۔ صحیح احادیث میں وارد ہے۔ کہ جو بندۂ مومن کسی مقام سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلام بھیجتا اور پڑھتا ہے۔ آپ بہ نفس نفیس خود اس کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ یعنی سلام پڑھنے والے کے سلام کا آپ کی خدمت مبارک میں پہنچنا اور پھر آپ کا اسکو سلام کا جواب مرحمت فرمانا ایسی مضبوط و مستند بات ہے جس میں کسی کو رد و انکار کی گنجائش نہیں۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سلام کا جواب کن لوگوں کو دیتے ہیں۔ آیا صرف ان

لوگوں کو جو آپ کے روضۂ مطہرہ پر حاضر ہو کر آپ کی قبر شریف کی زیارت سے مشرف ہوتے ہیں۔ اور آپ کی قبر مبارک کے سامنے حاضر ہو کر داخل مجلس کی طرح سلام عرض کرتے ہیں یا آپ کا جواب دینا سب کو عام ہے۔ اور ان سلام پڑھنے والے نمازی اور غیر نمازی سب کو بھی شامل ہے۔ جو التحیات و تشہد میں سلام عرض کرتے ہیں۔ اور السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' پڑھتے ہیں۔ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جواب دینا سب کو عام اور شامل ہے اس میں نمازی غیر نمازی نزدیک اور دور کسی کی تخصیص نہیں ہر ایک سلام بھیجنے والے کو آپ سلام کا جواب دیتے ہیں، صحیح بات یہ ہے۔ مگر فرق یہ ہے کہ زائرین اور وہ لوگ جو روضۂ پاک پر حاضر نہیں اور دنیا کے کسی حصہ میں اپنے اپنے مقام پر موجود رہ کر سلام عرض کرتے ہیں۔ نماز کے علاوہ تو وہ ان کا سلام آپ کو ان فرشتوں کے ذریعہ حق تعالیٰ نے صرف اسی لئے مقرر فرمایا ہے۔ آپ سے پہنچا دیتے ہیں۔ جن کا نام ملائکہ سیاحین ہے۔ اور جن کا کام ہے کہ آپ کی امت میں سے آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے اور پڑھنے والوں کا صلوٰۃ وسلام آپ کی خدمت میں پہنچائیں۔ چنانچہ دنیا کے کسی حصہ میں کسی وقت بھی آپ پر صلوٰۃ وسلام پڑھا جائے۔ فرشتوں کی یہ جماعت جو اسی کام پر مامور ہے پڑھنے والے کے صلوٰۃ وسلام کو اس کے اور اس کے باپ کے نام کو ساتھ لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں۔ اور آپ اس کا جواب دیتے ہیں۔ صلوٰۃ وسلام کے متعلق یہ تمام باتیں صحیح احادیث سے ثابت ہیں۔ اور ان میں کوئی شائبہ شک وشبہ کا نہیں۔ واللہ اعلم

السلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین ——— (سلام ہو ہم (گنہگاروں پر) اور اللہ پاک کے ان بندوں پر جو نیکوکار اور فرمانبردار ہیں۔)

یہاں پر بظاہر ایک شبہ پیدا ہوتا ہے۔ کہ یہ سلام شب معراج میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر حق تعالیٰ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔ یعنی السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' ——— جیسا کہ مشہور ہے۔ تو اس کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے درگاہ رب العزت میں پیش ہونا چاہیے تھا۔ اور آپ کو اللہ تعالیٰ پر سلام بھیجنا چاہیے۔ مگر ایسا اس لئے نہیں کیا گیا کہ سلام دعا ہے۔ سلامتی کی آفات و مکروہات سے اور اللہ تعالیٰ پاک اور منزہ ہے آفات و مکروہات سے اور مستغنی ہے اس سے کہ اس کیلئے سلامتی کی دعا کی جاوے۔ کیونکہ وہ خود اسلام ہے یعنی سلامتی دینے والا ہے۔ اور تمام سلامتیں اسی کی طرف سے ہیں۔ تو بجائے اس کے کہ اس ذات پاک کے لئے سلامتی طلب کی جاوے۔ جو سلام کے جواب میں مطلوب ہوتی ہیں۔ اس مالک ذوالجلال کے بندگان خاص اور

مقربان درگاہ پر سلام بھیجا گیا اور اپنے لئے اور ان عباد صالحین کے لئے سلامتی طلب کی گئی جو اس سلام کے دامن عزت وجلال سے وابستہ ہیں۔ اسکی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے۔ کہ ایک مرتبہ صحابہ کرام نے نماز میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے اللہ تعالیٰ پر سلام بھیجا اور یہ دعا پڑھی السلام علی اللہ من عبادہ وعلی جبریل ومیکائیل وعلی فلاں وفلاں - یعنی سلام اور سلامتی ہو اللہ پر بندوں کی جانب سے اور سلامتی ہو جبریل ومیکائیل پر اور دوسروں پر۔ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کیطرف دیکھا اور فرمایا کہ اللہ تو خود سلام ہے، اور دوسروں کو سلامتی دینے والا ہے۔ اس پر سلامتی بھیجنے کے کیا معنی ہیں سلام مجھ پر بھیجو اور اللہ پاک کے صالح بندوں پر تاکہ سلامتی ہر صالح بندوں کو جو آسمان یا زمین میں ہے پہنچے اور اللہ کے صالح بندوں میں جبرئیل و میکائیل اور دوسرے فرشتے اور سب لوگ داخل ہیں کسی کے نام کی تخصیص کی ضرورت نہیں اس لئے سلام بھیجنے کے لئے یہ دعا پڑھا کرو۔ اور آپ نے التحیات للہ۔ الخ صحابہ کو تعلیم فرمائی۔

اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ ــــ یہ کلمہ شہادت ہے، اور اس کو تشہد بھی کہتے ہیں، اس میں دو شہادتیں ہیں، ایک شہادت ہے اللہ کی الوہیت اور خدا کی خدائی کی اور دوسری شہادت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور پیغمبری کی۔ معنی اس کے یہ ہیں گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور گواہی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے بندے اور رسول ہیں: بعض روایتوں سے اشھد ان لا الٰہ الا اللہ کے ساتھ "وحدہٗ لاشریک لہٗ" کا لفظ بھی زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اگر اس لفظ کو بھی پڑھ لیں تو بلاشبہ درست ہے۔ لیکن ہمارے امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مذہب کی بنا پر صحیح روایت وہی ہے۔ جو اوّل بغیر زیادتی مذکور ہوئی۔

بعض ضروری مسائل

نماز کے آخر میں تشہد کے آخری الفاظ "عبدہٗ ورسولہ" تک پڑھنے کی مقدار بیٹھنا فرض ہے، اور اسکو قعدہ اخیرہ کہتے ہیں، قعدہ اخیرہ تمام نمازوں میں خواہ واجب ہوں یا فرض اور سنت ہوں یا نفل سب میں فرض ہے۔ نماز میں تشہد پڑھنے کی حالت میں داہنا پیر کھڑا رکھو اور اسکی انگلیاں قبلہ کی طرف رہیں اور بایاں پیر بچھا کر اس پر بیٹھ جاؤ۔ بیٹھنے کی حالت میں دونوں گھٹنوں پر ہاتھ رکھنے چاہئیں۔ یہ سب باتیں سنت ہیں اور قعدہ اولیٰ یعنی تین اور چار رکعت والی نمازیں دو رکعتوں کے بعد تشہد کی مقدار بیٹھنا واجب ہے۔ اور دونوں قعدوں (قعدہ اولیٰ اور قعدہ اخیرہ میں) تشہد پڑھنا بھی واجب ہے۔

دونوں قعدوں کے تشہد میں اشہد ان لا الہ پر کلمہ کی انگلی سے اشارہ کرنا سنت ہے۔ اور قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا بھی سنت ہے۔ جب اشہد ان لا الہ پر پہنچو تو سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور بیچ کی انگلی سے حلقہ باندھ لو اور چھنگلیا اور اس کے پاس والی انگلی کو بند کر لو اور کلمہ کی انگلی اٹھا کر اشارہ کرو۔ لا الہ پر انگلی اٹھاؤ اور الا اللہ پر جھکا دو اور اسی طرح اخیر تک حلقہ باندھے رکھو۔ تشہد ختم کر کے اگر دو رکعت والی نماز ہے تو درود شریف پڑھو اس کے بعد دعا پڑھو اور پھر حسب قاعدہ پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف سلام پھیرو اور اگر تین یا چار رکعت والی ہے نماز ہے، تو تشہد کے بعد درود شریف نہ پڑھو بلکہ تکبیر کہتے ہوئے کھڑے ہو جاؤ اور حسب قاعدہ نماز پوری کرو۔ تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا حنفیہ کے نزدیک سنت ہے۔ اور امام شافعیؒ کے نزدیک فرض ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ نماز میں درود شریف کی اہمیت بہت زیادہ ہے اس لئے اگرچہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک درود شریف نماز میں پڑھنا سنت ہے۔ مگر اسکو کبھی ترک نہ کرنا چاہیئے۔ کیونکہ درود شریف اللہ پاک کے نزدیک ہر حال میں مقبول و محبوب ہے جب کبھی بھی پڑھا جائے خواہ نماز میں پڑھا جائے یا نماز سے باہر درود شریف کی برکت سے نمازوں کی قبولیت کی امید ہے۔ درود شریف کے صیغے احادیث میں مختلف الفاظ کے ساتھ آئے ہیں۔ اگر حسب ذیل درود شریف پڑھا جائے تو یہ بھی کافی ہے۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد کما صلیت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید ـــــ (اے اللہ رحمت نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر جیسے کہ رحمت نازل فرمائی تو نے ابراہیم پر اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔)

اور ایک نسخہ میں یہ درود شریف بھی ہے ـــــ اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم انک حمید مجید۔

(اے اللہ برکت نازل فرما محمد پر اور ان کی آل پر اور برکت نازل فرما اور سلامتی نازل فرما جیسے کہ برکت نازل فرمائی تو نے ابراہیم پر اور ان کی آل پر بیشک تو تعریف کا مستحق بڑی بزرگی والا ہے۔)

درود شریف میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل پر حق تعالیٰ کیطرف سے رحمت و برکت نازل فرمانے کو تشبیہ دی گئی ہے۔ حضرت ابراہیم اور ان کی آل کے اوپر نازل شدہ رحمت و برکت سے کہ اے اللہ جیسی رحمت و برکت سیدنا ابراہیم اور ان کی آل پر نازل فرمائی ایسی ہی سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کی آل پر نازل کیجئے تو حضور علیہ السلام اور آپ کی آل پر رحمت و برکت مشبہ

ہے۔ اور ابراہیم اور ان کی آل پر رحمت و برکت مشبہ بہ۔ اور مشبہ بہ کے اندر وجہ تشبیہ کامل اور قوی ہوتی ہے۔ اور مشبہ کے اندر ضعیف و ناقص جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب میں شائبہ ترک اعظمیت اور افضلیت کا ظاہر ہوتا ہے۔ علماء نے اس کے مختلف اور متعدد جواب دئے ہیں۔ شیخ عبدالحق فرماتے ہیں، کہ ہم نے بھی ان سب جوابات کو اپنی کتاب جذب القلوب فی دیار المحبوب میں لکھا ہے۔ اور سب سے بہترین جواب یہ ہے کہ یہاں تشبیہ نفس صلوٰۃ میں ہے اس کی کمیت یا کیفیت میں نہیں، جس سے شائبہ ترک ادب کا لازم آئے۔ جیسے کہ آیت شریف انا اوحینا الیک کما اوحینا الی نوح والنبیین من بعدہٖ الآیۃ (سورہ نساء) کے اندر تشبیہ دی گئی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو دوسرے انبیاء کی وحی کے ساتھ کہ اس میں نفس وحی میں تشبیہ دینی مقصود ہے۔ اسکی کمیت یا کیفیت یا قوت وضعف اور کمال و نقص میں تشبیہ نہیں دی گئی۔ اور تشبیہ کے لئے مشبہ میں وجہ شبہ ظاہر و مشہور ہونا ہی کافی ہے۔

نماز کے اندر تشہد اور درود شریف کے بعد حق تعالیٰ سے جو دعائیں مانگی جائیں وہ مقبول و مستجاب

لہ وحی اللہ پاک کا کلام اور اس کا حکم ہے جو پیغمبروں کے پاس مخلوق کی ہدایت کیلئے بھیجا جاتا ہے۔ اس آیت سے دو باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ اللہ نے اپنے آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اسی طرح وحی بھیجی جسطرح انبیائے سابقین پر وحی الٰہی نازل ہوتی تھی۔ تو جس نے انبیائے سابقین کی وحی کو مانا اسکو ضروری ہے کہ اسکو بھی مانے اور جس شخص نے اس آخری وحی کا انکار کیا وہ گویا سب کا انکاری ہوگیا۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ اس آیت میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کو تشبیہ دی گئی ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے بعد نبیوں کی وحی کے ساتھ کہ جیسے نوح علیہ السلام اور ان کے بعد کے نبیوں پر ہم نے وحی بھیجی، اسی طرح تم پر اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہم نے وحی نازل کی اس تشبیہ خاص کی وجہ کیا ہے۔ حالانکہ وحی کے انزال و تنزیل کا سلسلہ حضرت نوح علیہ السلام سے پہلے کے نبیوں پر بھی ہوا بلکہ حضرت آدم علیہ السلام سے نزول وحی کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔ اسکی وجہ شاید یہ ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کے وقت سے حضرت نوح علیہ السلام کے وقت تک جو وحی آتی تھی وہ بالکل ابتدائی حالت میں تھی وہ زمانہ انسانیت کے قوائے ذہنی و عملی کی تکمیل اور عہد طفولیت کی مانند تھا اور حضرت نوح علیہ السلام پر اسکی تکمیل ہوگئی اور اب طفولیت سے نکل کر زمانہ شباب و کہولت جو سن تمیز اور عقل و شعور کے کمال و تکمیل کا زمانہ ہے شروع ہوگیا چنانچہ حضرت نوحؑ کے زمانہ سے انسان اپنی ابتدائی تعلیمی حالت سے نکل کر اب اس قابل ہوگیا کہ اس کا امتحان لیا جائے اور فرمانبرداری کو انعام اور نافرمانی کو سزا دی جاوے۔ (منہ)

ہوں گی۔ لیکن افضل یہ ہے کہ وہ دعائیں پڑھی جائیں جو قرآن شریف میں مذکور ہیں یا احادیث میں منقول ہیں نماز میں پڑھنے کے لئے حدیث میں ایک یہ دعا وارد ہے جسکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو ان کے التماس کرنے پر تعلیم فرمائی۔

رب انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب الا انت فاغفرلی مغفرۃ من عندک وارحمنی انک انت الغفور الرحیم۔ (اے اللہ میں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ اور اس میں شک نہیں کہ سوائے تیرے اور کوئی گناہوں کو نہیں بخش سکتا پس تو اپنی طرف سے خاص بخشش سے مجھ کو بخشدے اور مجھ پر رحم فرما دے، بیشک تو ہی بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔)

دوسری دعا یہ پڑھی جاتی ہے ـــــ اللھم انی اعوذ بک من فتنۃ عذاب القبر ومن فتنۃ عذاب النار ومن فتنۃ المسیح الدجال ومن فتنۃ المغرم والماثم ومن فتنۃ المحیا والممات واعوذ بک من الفتن ما ظھر منھا وما بطن اللھم اغفرلی ما قدمت وما اخرت وما اسررت وما اعلنت وما اسرفت وما انت اعلم بہ منی [1]

اور قرآن شریف کی یہ دعا ربنا آتنا فی الدنیا حسنۃ وفی الآخرۃ حسنۃ وقنا عذاب النار[2] بھی پڑھنی چاہیئے کیونکہ یہ دعا اوّل تو قرآنِ پاک کی ہے، پھر دوسرے یہ کہ تمام حسنات وبرکات کو دین ودنیا کے شامل اور عام ہے۔ اللھم آمین۔ ●●●

---

[1] اے اللہ میں تجھ سے عذابِ قبر اور دوزخ کے عذاب سے پناہ چاہتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں مسیح دجال اور قرض وگناہ اور زندگی وموت اور ظاہری وباطنی تمام فتنوں اور آزمائشوں سے۔ اے اللہ میرے اگلے اور پچھلے کھلے اور چھپے تمام گناہ بخشدے اور وہ گناہ جس پر تم مجھ سے زیادہ آگاہ ہے۔ [2] اے اللہ ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی دے اور عذاب دوزخ سے ہمیں بچا۔

الحق کی چند ایجنسیاں

۱۔ محمد شمس الدین صاحب بک سیلرز چوک مسلم مسجد لاہور۔ ۲۔ کاشانۂ ادب لاہور۔ ۳۔ امان سویٹ ہاؤس مانسہرہ۔ ۴۔ حافظ فیض محمد صاحب ڈیرہ اسماعیل خان۔ ۵۔ قاری حضرت گل بنوں۔ ۶۔ انجمن خدام الدین نوشہرہ۔ ۷۔ جمال شفاخانہ صرافہ بازار نوشہرہ صدر۔ ۸۔ صوفی بشیر احمد نیوز ایجنٹ راولپنڈی۔ ۹۔ محمد شریف صابر نیوز ایجنٹ فقیروالی۔ ۱۰۔ عوامی کتب خانہ بندر روڈ کراچی نمبر۲۔ ۱۱۔ الحاج غلام قادر صاحب شکارپور سندھ۔ ۱۲۔ افضل نیوز ایجنسی پشاور۔ ۱۳۔ عبدالغفور خان اکوڑہ خٹک۔ ۱۴۔ حمید نیوز ایجنسی نوشہرہ۔ ۱۵۔ اعظم بک ڈپو بھکر۔ ۱۶۔ وزیر محمد صاحب نیوز ایجنٹ سبی بلوچستان۔ ۱۷۔ امان اللہ حزیں مفتاح العلوم حیدر آباد۔